✿✿✿ تقریر ✿✿✿

تقریر بابت سیرت رسولؐ
وقت 5-7 منٹ

آنحضورؐ مہمان نوازی اور تواضع کے اخلاق کے آئینہ میں

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے۔

وَلَقَدۡ جَآءَتۡ رُسُلُنَآ اِبۡرٰهِيۡمَ بِالۡبُشۡرٰى قَالُوۡا سَلٰمًا‌۔ قَالَ سَلٰمٌ‌ فَمَا لَبِثَ اَنۡ جَآءَ بِعِجۡلٍ حَنِيۡذٍ (ھود:70)

اوریقیناً ابراہیم کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے خوشخبری لے کر آئے۔ انہوں نے سلام کہا، اس نے بھی سلام کہا اور ذرا دیر نہ کی کہ ان کے پاس ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آیا۔

وَاَحۡسَنُ مِنۡكَ لَمۡ تَرَ قَطُّ عَيۡنِيۡ
وَ اَجۡمَلُ مِنۡكَ لَمۡ تَلِدِ النِّسَآءُ
خُلِقۡتَ مُبَرَّءً مِنۡ كُلِّ عَيۡبٍ
كَاَنَّكَ قَدۡ خُلِقۡتَ كَمَا تَشَآءُ

(قصیدہ حسان بن ثابت)

کہ تجھ سے زیادہ حسین میری آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا اور نہ ہی تجھ سے زیادہ خوبصورت بچہ کسی عورت نے جنا ہے۔
آپؐ ہر عیب و نقص سے پاک بنائے گئے گویا کہ آپؐ اپنی مرضی سے اور جس طرح آپ نے چاہا اس عالم میں تشریف لائے۔

معزز سامعین! آج مجھے جس اہم پہلو پر روشنی ڈالنے کو کہا گیا ہے وہ ہے۔ آنحضورؐ مہمان نوازی اور تواضع کے اخلاق کے آئینہ میں۔

مہمان نوازی ایک ایسا وصف اور خُلق ہے جو ابتدائے دنیا سے آنے والے تمام انبیائے کرام میں پایا اور دیکھا گیا اور آپ تمام انبیاء، اولیاء نے اپنے عمل سے بھی اس وصف کو اپنایا اور اپنے ماننے والوں اِس کے اپنانے کی تلقین بھی کرتے رہے۔ مذاہب سے باہر مختلف قوموں میں بھی یہ خُلق پایا جاتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے قبل عرب، مہمان نوازی کے حوالے سے مشہور تھے۔ اسی طرح بعض اور قومیں جہاں اور بہت سے اخلاق کے حوالے سے مشہور ہوئیں وہاں وہ مہمان نوازی کی وجہ سے دنیا میں جانی پہچانی ہیں جیسے عربوں کا ذکر تو مَیں اوپر کر آیا ہوں۔ ہمارے پٹھان بھائیوں کی مہمان نوازی مانی جاتی ہے۔ ہمارے افریقین بھائی باوجود غربت اور افلاس کے مہمان نوازی کے لئے جان کی بازی لگا دیتے ہیں۔ مجھے اس وقت مہمان نوازی اور تواضع کے لیے آقا و مولیٰ خاتم النبین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و شمائل اور مناقب سے مہمان نوازی کے اس عظیم وصف اور خلق کے حوالہ سے کچھ بیان کرنا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ عرب قوم سے تعلق رکھتے تھے اس لیے آپ نے یہ وصف پیدائشی طور پر اپنی قوم سے لیا تھا اور اس کی شہادت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اُس وقت دی جب آپ کے شوہر نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر غار حرا میں پہلی وحی نازل ہوئی اور آپؐ پریشانی کے عالم میں گھر تشریف لائے اور سردی کی کپکپاہٹ سے حضرت خدیجہؓ سے بار بار کہا کہ زَمِّلُونِی زَمِّلُونِی کہ مجھے کمبل اوڑھو سردی لگ رہی ہے۔ تب حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپؐ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا آپؐ تو اکرامِ ضیف اور مہمان نوازی کرتے اور مصائب میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔

(بخاری کتاب بدء الوحی)

سامعین! یہاں پر میری تقریر دو حصوں میں تقسیم ہو سکتی ہے اوّل آپؐ کے دَورِ اوّل یعنی نبوت سے قبل کے اکرامِ ضیف اور تواضع کے واقعات اور دوم۔ نبوت کا اعزاز پانے کے بعد آپؐ کی مہمان نوازی کے واقعات۔ مجھے اپنے مقررہ وقت کے اندر رہتے ہوئے نبوت کے بعد کے چند واقعات بیان کرنے ہیں۔ مَیں آغاز کرتا ہوں نبوت کے دَور کے اولین دَور سے جب آپؐ نے اپنے عزیز رشتہ داروں کو کوہِ صفا میں دعوت اسلام کے لیے بُلایا تو وہ نہ آئے، بعض آکر بغیر پیغام سُنے چلے گئے تو آپؐ نے مہمان نوازی کا کامیاب حربہ آزمانے کا فیصلہ فرمایا اور حضرت علیؓ کو یکے بعد دیگرے کھانے کی دو دعوتوں کے انتظام کرنے کی ہدایت فرمائی۔ آپؐ نے ان دعوتوں میں پیغام حق پہنچایا اور یوں دعوت الی اللہ کے لیے تواضع اور مہمان نوازی کا اصول کارگر ثابت ہوا۔

اسی طرح ایک دفعہ آپؐ کے پاس ایک مہمان آیا جو ابھی اسلام کی نعمت سے بہرہ ور نہیں ہوا تھا۔ اُس کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پر ایک بکری کا دودھ دوہ کر پیش کیا گیا۔ وہ تمام کا تمام پی گیا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر دوسری بکری کا دودھ پیش کیا گیا۔ وہ اس کا بھی اور بعد میں مزید پانچ بکریوں کا دودھ بھی پی گیا۔

(تفسیر طبری)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خُلق سے وہ شخص اس قدر متاثر ہوا کہ وہ اسلام لے آیا اور اگلے روز اسلام کی نعمت سے مالا مال ہو کر جب دربار رسولؐ میں حاضر ہوا تو اسے پھر دودھ پیش کیا گیا تو اُس نے صرف ایک بکری کے دودھ پر اکتفاء کیا۔ تب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن ایک آنت سے پیتا ہے اور کافر سات آنتوں سے اور بعض روایات میں ایک آنت سے کھانے کے الفاظ مروی ہیں۔

(ترمذی کتاب الاطمعہ)

اگر مہمان زیادہ ہو جاتے تو آپؐ صحابہ میں تقسیم فرماتے۔ ایک دفعہ تقسیم ہونے کے بعد کچھ مہمان بچ گئے۔ جنہیں آپؐ اپنے ساتھ گھر لے گئے۔ آپؐ نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کچھ کھانے کو ہے۔ حضرت عائشہؓ جو گھر میں تھا لے آئیں۔ وہ ان مہمانوں کو دیا۔ پھر آپؐ نے دوبارہ حضرت عائشہؓ سے پوچھا کچھ اور ہے تو آپؓ وہ دودھ لے آئیں جو آپؓ نے حضورؐ کے لیے بچا کر رکھا ہوا تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دودھ ان مہمانوں کی خدمت میں پیش کر دیا۔ ایک روایت میں یہ مہمان پانچ تھے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 426)

سامعین! مہمان نوازی کے حوالہ سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وصف بطور نمونہ ہم مسلمانوں کے لیے یہ چھوڑا ہے کہ آپؐ نہ صرف اپنی طاقت سے بڑھ کر مہمانوں کی مہمان نوازی فرماتے بلکہ اپنے مبارک ہاتھوں سے مہمانوں کو کھانا بھی خود مہیا فرماتے۔ حبشہ سے ایک وفد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ خود اپنے مبارک ہاتھوں سے اُن کی تواضع فرماتے رہے۔ صحابہؓ نے آگے بڑھ کر عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ! ہم جو ہیں خدمت کرنے والے آپؐ آرام فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ نہیں! ان لوگوں نے میرے اُن لوگوں کی خدمت کی ہے جو یہاں سے مشکل وقت میں ہجرت کر کے حبشہ گئے تھے۔ میں ان کی خود خدمت کروں گا۔

(سیرت الحلبیہ جلد 3 صفحہ 49)

ایک اور موقع پر بُھنی ہوئی ران گھر سے مہمانوں کے لئے آئی تو آپؐ چھری سے خود کاٹ کاٹ کر مہمانوں کو پیش فرمانے لگے۔

(ابو داؤد کتاب الصلوۃ)

پیارے بھائیو! مہمان نوازی ایک ایسا خلق ہے کہ جس کو اس کی عادت ہو جائے وہ ایسے مواقع ڈھونڈ ڈھونڈ کر، تلاش کر کے مہیا کرتا ہے جس میں مہمان نوازی کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کی جاسکے۔ بالخصوص اللہ کا فرستادہ جس کو اللہ تعالیٰ کی رہنمائی بھی حاصل ہو اور وہ اپنی خداداد صلاحیتوں سے اپنے پیروکار کے حالات بھی چہرہ شناسی کی بنیاد پر پہچان لیتا ہو کہ میرے اس صحابی کو اس وقت بھوک لگی ہے اور میرے اس پیروکار کو اس وقت فلاں چیز کی ضرورت ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ آنحضورؐ کے ہاں دھونی رمائے بیٹھے تھے اور ذریعہ معاش کی کوئی فکر نہ تھی۔ ایک دفعہ آپؓ نے شدید بھوک کی حالت میں ایک آیت پڑھ کر حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ سے اس کے معانی پوچھے۔ آپؓ دونوں معانی بتا کر چل دئے مگر جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے معنی پوچھے تو آپؐ نے حضرت ابوہریرہؓ سے دریافت فرمایا۔ کیا بھوک لگی ہے؟ اثبات میں جواب پا کر آپؐ حضرت ابوہریرہؓ کو گھر لے گئے اور جا کر دودھ سے ضیافت فرمائی۔ بلکہ ایک روایت میں اصحاب صفہ کو بلوا کر ان کو بھی دودھ پلایا۔

(بخاری کتاب الرقاق)

سامعین کرام! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم خود تو اکرام ضیف کرتے ہی تھے۔ آپؐ نے اپنے صحابہؓ کو بھی ضیافت کی چاس ایسی پلائی کہ وہ بھی اُن راہوں پر قدم مارنے لگے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاش کی تھی۔ ایک دفعہ قحط کے دنوں میں ایک مہمان دربار نبویؐ میں آگیا۔ حضورؐ نے اپنے تمام گھروں میں پیغام بھجوا بھیجا کہ کچھ ہے

مہمان کے لیے؟ ہر گھر سے یہی پیغام ملا کہ سوائے پانی کے اور کچھ نہیں۔ پھر آپؐ صحابہؓ سے مخاطب ہوئے کہ کوئی ہے جو آج رات اِس مہمان کی ضیافت کرے۔ حضرت ابو طلحہؓ حامی بھر کے اُس مہمان کو جب گھر لے گئے تو بچوں کے لیے کچھ پک رہا تھا۔ آپؓ نے اپنی بیوی سے کہا کہ بچوں کو پیار سے سُلا دو اور جو پک رہا ہے وہ مہمان کے لیے لے آؤ۔ پکنے والا کھانا صرف ایک بندے کے لئے کافی تھا۔ میاں بیوی نے مشورہ کر کے گھر میں جلتی ہوئی لالٹین بجھادی اور مہمان کے ساتھ بیٹھ کر اپنے منہ سے ایسی آوازیں نکالنے لگے جیسے کوئی کھانا کھا رہا ہو اور یوں مہمان کو یہ تاثر دیا کہ ہم بھی تمہارے ساتھ ہم پیالہ ہم نوالہ ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جاںنثار صحابیؓ کے ایثار اور مہمان نوازی کا یہ نمونہ دیکھ کر اس قدر خوش ہوئے کہ آپؐ نے فرمایا کہ آج رات آپ میاں بیوی کی اس حرکت پر اللہ تعالیٰ بھی تم دونوں کے اخلاص و ایثار اور محبت کا یہ نمونہ دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اور وہ آیت نازل ہوئی کہ پاک باطن اور ایثار پیشہ مخلص اور مومن اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔

(بخاری کتاب المناقب)

معزز سامعین! دعوت الی اللہ اور اکرامِ ضیف کی بات چلی ہے تو مَیں یہاں ایک وہ واقعہ بیان کیے بغیر نہیں رہ سکتا جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے کچھ یوں بیان فرمایا ہے کہ:

”ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے غریبی کو اختیار کیا۔ کوئی شخص عیسائی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ حضرت نے اس کی بہت تواضع و خاطر داری کی۔ وہ بہت بھوکا تھا۔ حضرت نے اس کو خوب کھلایا کہ اس کا پیٹ بہت بھر گیا۔ رات کو اپنی رضائی عنایت فرمائی۔ جب وہ سو گیا تو اس کو بہت زور سے دست آیا کہ وہ روک نہ سکا۔ (اس بیچارے کا پیٹ خراب ہوگیا) اور رضائی میں ہی کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو اس نے سوچا کہ میری حالت کو دیکھ کر کراہت کریں گے۔ شرم کے مارے وہ نکل کر چلا گیا۔ جب لوگوں نے دیکھا تو حضرت سے عرض کی کہ جو نصرانی عیسائی تھا وہ رضائی کو خراب کر گیا ہے... حضرت نے فرمایا کہ وہ مجھے دو تا کہ مَیں صاف کروں۔ لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت آپ کیوں تکلیف اٹھاتے ہیں۔ ہم جو حاضر ہیں، ہم صاف کر دیں گے۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ میرا مہمان تھا، اس لئے میرا ہی کام ہے اور اٹھ کر پانی منگوا کر خود ہی صاف کرنے لگے۔ وہ عیسائی جب کہ ایک کوس نکل گیا تو اس کو یاد آیا کہ اس کے پاس جو سونے کی صلیب تھی وہ چارپائی پر بھول آیا ہوں۔ اس لئے وہ واپس آیا تو دیکھا کہ حضرت اس کے پاخانہ کو رضائی پر سے خود صاف کر رہے ہیں۔ اس کو ندامت آئی اور کہا کہ اگر میرے پاس یہ ہوتی تو مَیں کبھی اس کو نہ دھوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایسا شخص کہ جس میں اتنی بے نفسی ہے وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ پھر وہ مسلمان ہوگیا۔“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 371-370 جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”میرے اصول کے موافق اگر کوئی مہمان آوے اور سبّ و شتم تک بھی نوبت پہنچ جاوے تو اس کو گوارا کرنا چاہئے (یعنی سخت الفاظ بھی استعمال کرے) کیونکہ وہ مریدوں میں تو داخل نہیں ہے (اگر غیر آتا ہے تو) ہمارا کیا حق ہے کہ اس سے وہ ادب اور ارادت چاہیں جو مریدوں سے چاہتے ہیں۔ یہ بھی ہم ان کا احسان سمجھتے ہیں کہ نرمی سے بات کریں۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زیارت کرنے والے کا تیرے پر حق ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ مہمان کو اگر ذرا سا بھی رنج ہو تو وہ معصیت میں داخل ہے“۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 80-79 جدید ایڈیشن)

سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”پھر میزبانی سے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کی یاد بھی تازہ ہو جاتی ہے اور آپؐ کے عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے اپنے آقا کی اتباع میں جو نمونے ہیں وہ بھی ہمارے سامنے آجاتے ہیں اور ان سے بھی ہماری رہنمائی ہوتی رہتی ہے اس لئے یہ یاددہانی کرواتا ہوں۔ مہمان نوازی ایک ایسا وصف ہے جس کا خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں بھی ذکر فرمایا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مہمان نوازی کے ذکر میں فرماتا ہے کہ وَلَقَدۡ جَآءَتۡ رُسُلُنَاۤ اِبۡرٰهِیۡمَ بِالۡبُشۡرٰی قَالُوۡا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنۡ جَآءَ بِعِجۡلٍ حَنِیۡذٍ (ھود:70)“ اور یقیناً ابراہیم کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے خوشخبری لے کر آئے۔ انہوں نے سلام کہا، اس نے بھی سلام کہا اور ذرا دیر نہ کی کہ ان کے پاس ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آیا۔“ پس مہمان نوازی یہی ہے کہ اپنے عمل سے کسی قسم کا ایسا اظہار نہ ہو کہ مہمان آ گیا تو مصیبت پڑ گئی۔ بلکہ مہمان کو پتہ بھی نہ چلے اور اس کی خاطر مدارات کا سامان تیار ہو جائے۔ جو بہترین کھانا میّسر ہو، جو بہترین انتظام سامنے ہو وہ مہمان کو پیش کر دیا جائے۔ رہائش کا جو بہترین انتظام مہیا ہو سکتا ہے، مہمان کے لئے مہیا کیا جائے۔ اس آیت سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ ضرور اتنی خاطر داری ہو کہ ایک دو مہمان آئے ہیں

تو بے تحاشا کھانا تیار کیا جائے، بچھڑے کی مہمان نوازی کے بغیر اس کا حق ادا نہیں ہو سکتا یا زیادہ سے زیادہ خرچ کرنا چاہئے۔ اُس زمانے میں وہ لوگ بھیڑ بکریاں پالنے والے تھے، بازار تو تھے نہیں کہ بازار گئے اور چیز لے آئے، بھیڑیں موجود تھیں اور وہی فوری طور پر میسر آسکتی تھیں تو اصل چیز اس میں یہ ہے کہ مہمان سے بغیر پوچھے کہ کھانا کھاؤ گے یا نہیں اس کی مہمان نوازی کے سامان تیار کر لئے جائیں۔"

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مورخہ 20/ جولائی 2007ء)

سامعین! حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان نوازی کا معیار اس قدر بلند تھا کہ جو دوسروں کے مقابلے میں ایک امتیازی شان رکھتا تھا اور نبوت کے دعوے کے بعد تو یہ مہمان نوازی ایک ایسی اعلیٰ شان رکھتی تھی کہ جس کی مثال ہی کوئی نہیں ہے۔

اس بارہ میں آپ کے اُسوہ حسنہ کو دیکھیں تو صرف وہاں یہ نہیں ہے کہ سلامتی بھیجنے کی باتیں ہو رہی ہیں بلکہ کھانے پینے کی مہمان نوازی کے علاوہ بھی یا استقبال کرنے کے علاوہ بھی ایسے ایسے واقعات ملتے ہیں جن کے معیار اعلیٰ ترین بلندیوں کو چھو رہے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہمان کو کھانے کا انتظام کے احسن رنگ میں کرنے سے ہی صرف عزت نہیں بخشی بلکہ مہمان کے جذبات کا خیال بھی رکھا۔ اس کی چھوٹی چھوٹی ضروریات کا خیال بھی رکھا اور اس کے لئے قربانی کرتے ہوئے بہتر سہولیات اور کھانے کا انتظام بھی کیا۔ اس کے لئے خاص طور پر اپنے ہاتھ سے خدمت بھی کی اور اس کی تلقین بھی اپنے ماننے والوں کو کی کہ یہ اعلیٰ معیار ہیں جو مَیں نے قائم کئے ہیں۔ یہ میرا اسوہ اس تعلیم کے مطابق ہے جو خدا تعالیٰ نے مجھ پر اتاری ہے۔ تم اگر مجھ سے تعلق رکھتے ہو تو تمہارا یہ عمل ہونا چاہئے۔ تمہیں اگر مجھ سے محبت کا دعویٰ ہے تو اس تعلق کی وجہ سے، اس محبت کی وجہ سے، میری پیروی کرو اور یہ مہمان نوازی اور خدمت بغیر کسی تکلف، کسی بدل اور کسی تعریف کے ہو اور خالصتاً اس لئے ہو کہ خدا تعالیٰ نے یہ اعلیٰ اخلاق اپنانے کا حکم دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی ہمارا مقصود اور مطلوب ہونا چاہئے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ پہلے دن تم مہمان کی خوب خاطر کرو، اچھی طرح مہمان نوازی کرو اور تین دن تک عام مہمان نوازی بھی ہونی چاہئے کیونکہ یہ مہمان کا حق ہے اور فرمایا کہ اگر تمہیں اللہ اور یوم آخرت پر ایمان ہے تو پھر مہمان کی عزت و تکریم کرو۔

پس مہمان نوازی بھی ایک اعلیٰ خلق ہے جس کا بدلہ اللہ تعالیٰ آخرت میں بھی دیتا ہے ویسے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ چھوٹے سے چھوٹی نیکی بھی جو تم کرتے ہو اس کا اجر پاؤ گے۔ لیکن یہ نیکی ایسی ہے کہ جب خوش دلی سے کی جائے، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کی جائے تو اللہ تعالیٰ کی رضا کو کھینچنے والی بنتی ہے اور ایمان میں مضبوطی کا باعث بنتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہمان نوازی ایک تو مہمان نوازی کے جذبہ سے ہوتی تھی لیکن ایک یہ بھی مقصد ہوتا تھا کہ اگر کوئی کافر مہمان یا دوسرے کسی مذہب کا مہمان ہے تو وہ آپؐ کے اعلیٰ اخلاق اور مہمان نوازی دیکھ کر یہ سوچے کہ جس تعلیم کے یہ علمبردار ہیں، جس تعلیم کے یہ پھیلانے والے ہیں یہ اسی تعلیم کا اثر ہو گا کہ اتنے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ ہو رہا ہے۔ اور یوں اس مہمان کو اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ اور آپؐ یہ مہمان نوازی کرتے بھی اس لئے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف توجہ پیدا ہو تا کہ اس کی دنیا کے ساتھ ساتھ عاقبت سنور جائے۔ پس آپؐ کی مہمان نوازی صرف ظاہری خوراک کے لئے نہیں ہوتی تھی جس سے مہمان کی ظاہری بھوک مٹے بلکہ روحانی خوراک مہیا کرنے کے لئے بھی ہوتی تھی تا کہ اس کی آخرت کی زندگی کے بھی سامان ہوں اور یہی تعلیم آپؐ نے اپنے ماننے والوں کو دی کہ تمہارے ہر کام کے پیچھے خدا تعالیٰ کی رضا ہونی چاہئے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17 جولائی 2009ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" مہمان نوازی ایک ایسا خلق ہے جو انبیاء اور ان کی جماعتوں کا ایک خاص وصف ہے۔ پس دینی جماعت ہونے کے لحاظ سے ہمارا یہ فرض ہے کہ ہمارے اندر مہمان نوازی کی صفت ایک خاص رنگ رکھتی ہو اور یہ جو وصف ہے یہ اَور نمایاں ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی جب زیادہ مہمان آنے شروع ہو گئے تو آپؐ صحابہ میں مہمان بانٹ دیا کرتے تھے اور صحابہ بڑی خوشی سے مہمانوں کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے اور جب صبح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مہمانوں سے ان کی رات گزرنے اور صحابہ کی مہمان نوازی کے بارے میں پوچھتے تھے، حال احوال پوچھتے تھے، خدمت کا حال پوچھتے تھے تو ہر ایک کا یہی جواب ہوتا تھا کہ ہم نے ایسی خدمت کرنے والے میزبان نہیں دیکھے جنہوں نے اپنا حق ادا کر دیا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 357 حدیث 15644 مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

پس یہ اسوہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کی وجہ سے صحابہ نے ہمارے سامنے اور ہمارے لیے قائم فرمایا اور اس زمانے میں جب ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا ہے تو آپ علیہ السلام نے بھی ہمیں اس نمونے پر چلنے کی تلقین فرمائی جس کے نمونے صحابہؓ نے قائم فرمائے تھے۔"

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 6 اگست 2021ء)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

(کمپوزڈ بائی: سلمان طارق خان)